ضبط و ترتیب
سمیع الحق

از افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

خدمت علم حدیث کے برکات

پچھلے تعلیمی سال کے اختتام پر ختم بخاری شریف کی تقریب منعقدہ شعبان ۱۴۰۴ھ میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ارشادات کے اہم حصے نذر قارئین ہیں۔

حضرت بلال ؓ امیہ کے غلام ہیں۔ ابوبکر صدیق ؓ راستہ پر گذر رہے تھے کہ ان کی فریاد سنی۔ تو امیہ کے پاس گئے کہا ظالم! تیرا غلام بلال ؓ تو ہر حکم بجا لاتا ہے، اپنے فرائض ادا کرتا ہے تو تجھے کیا تکلیف ہے کہ اگر اس نے اپنا رب بجائے شرک کے توحید اپنا لیا تو تیرا کیا نقصان ہوتا ہے۔

خیر، امیہ بدقسمت تھا۔ جنگ بدر میں مقتول اور مردار ہوا۔ تو اس نے ابوبکر ؓ سے کہا کہ تم بڑے رحمدل بنتے ہو اگر اتنے رحمدل ہو تو اس غلام کو تم خرید کیوں نہیں لیتے۔ حضرت ابوبکر ؓ تو خدا سے مانگ رہا تھا۔ کہا، بہت اچھا میں قیمتاً اسے خریدنا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ایک منشی تھے جو روم سے آئے تھے نسطاس نام ہے حساب کتاب میں ماہر تھے۔ جب کہ ماہرین حساب کتاب اس وقت کم تھے گویا بہت ہی قیمتی تھے۔ امیہ کی زبان سے نکلا نسطاس غلام مجھے دے دو اور بلال لے لو۔ کہا، مجھے منظور ہے۔ نسطاس نام غلام امیہ کو دے دیا کہ واللہ اعلم کتنی قیمت کا ہوگا۔ اور اس کے بدلے حضرت بلال کو لے آئے۔ امیہ ہنستا رہا کہ ابوبکر! ہم تو تمہیں عربوں اور خاص کر مکہ کا بڑا عقلمند سمجھتے تھے مگر آج معلوم ہوا کہ تم بڑے ناسمجھ ہو۔ اور کہا کہ یہ بلال تو سوائے چوکیداری کے کسی کام کا نہیں۔ نہ صنعت نہ حرفت نہ کوئی اور۔ زیادہ سے زیادہ چوکیداری کر سکے گا۔ تم نے اس کے بدلے ایک حساب دان ماہر مجھے دے دیا۔ اور اس کے بدلے کیا لیا۔

حضرت ابوبکر ؓ نے کہا کہ اس کے بدلے اگر تم اسی غلام بھی مانگتے تب بھی میں اسے قبول کر لیتا اور فرض کریں کہ یمن کی بادشاہت میرے پاس ہوتی اور تم مانگ لیتے تب بھی اسے چھوڑ کر بلال ؓ کو لے آتا۔

بہرحال حضرت بلال ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ سے کہا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ مجھے ایک ظالم شخص سے رہا کر دیا۔ اگر اللہ کی بندگی کے لئے مجھے خریدا ہے تو عبادت کے لئے مجھے فارغ کر دیجئے۔ اور اگر اپنی خدمت کے لئے حاصل کیا ہے تب بھی میں خوشی سے خدمت بجا لاتا رہوں گا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا کہ اعتقتك لله بڑی خوشی سے آزاد کر دیا۔

حضرت بلال ؓ نے عہد کیا کہ اب ساری زندگی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور ان کی سنت کی پیروی

ہیں گذاروں گا۔ تو اسی سنت کی پیروی کے بدلے اللہ تعالیٰ نے انہیں کتنا اونچا مقام دیا۔ کہ حضرت عمر امیر المومنین رضؓ خلیفہ ثانی ہیں جن کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا لوکان بعدی نبی لکان عمر جن کی بے شمار فتوحات ہیں اور قربانیاں ہیں۔ ہزاروں مساجد آباد کیں۔ ہزاروں شہر فتح کرکے مسلمانوں کی سلطنت میں شامل کردئے۔ ایسے کارناموں والا خلیفہ خطبہ میں منبر پر فرماتے ہیں کہ بلالؓ ہمارے سردار ہیں۔ ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا۔ کہ ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی حضرت بلال رضؓ کو آزاد کیا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ یہ تو ان کا ایک مقام ہے جس سے بڑھ کر یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ اے بلالؓ! میں رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں جنت میں داخل ہو رہا ہوں اور تمہارے جوتوں کی آہٹ مجھ سے آگے آگے سنائی دے رہی تھی اور یہ ایسا تھا جیسا کہ باڈی گارڈ یا خادم خاص آگے آگے جاتا ہے اور راستہ صاف کراتا ہے تو حضور اقدسؐ نے اتنی بڑی بشارت دی حضرت عمر رضؓ نے ایک مقام کو اشارہ فرمادیا اور دوسرے عظیم مقام کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمادیا۔ تو پھر یہ برکت کس چیز کی ہے۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور سنت کی پیروی کی ہے۔

حضرت صہیبؓ رومی روم کے باشندہ ہیں، مدینہ منورہ آئے حضرت عمر رضؓ کے ساتھ اس حد تک تعلق اور الفت ہے کہ بخاری میں پڑھا ہوگا کہ ایک موقعہ پہ حضرت عمر رضؓ نے پوچھا کون ہے؟ کہا گیا کہ صہیبؓ رومی ملنے آئے ہیں فرمایا بہت اچھا، جلدی بلا لیجئے۔ حضرت عمر رضؓ کا جنازہ صہیبؓ رومی نے پڑھایا۔ یہ عزت و رفعت ان سنتوں کی پیروی کی وجہ سے ہے حضور اقدسؐ کا دامن مبارک جس نے پکڑ لیا اور حضورؐ کے کلمات و افعال و اقوال جس نے سنے اور پڑھے تو آپ کو معلوم ہے کہ حضور اقدسؐ نے ان کے حق میں دعا فرمائی ہے۔ نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فوعٰہا ثم اداہا کما سمعہا (او کما قال)

میرے بھائیو! یہ حقیقت ہے کہ حدیث کے طالب علم کے چہرے پر انوار چمکتے ہیں ایسا نور اور شعلے جیسا کہ چاند کی شعاع ہوں یہ آج جن بچوں نے حفظ قرآن کیا تو ان کی تلاوت سے ان کے منہ سے شعاع شمسی (یعنی سورج کی روشنی) خارج ہوتے ہیں اور محدث کے منہ سے چاند کی طرح انوار خارج ہوتے ہیں۔

فتنوں کے اس دور میں کہ الحاد اور زندقہ کا دور ہے فتنوں کی بارش ہے مگر محدثین کو روحانی اور مالی ہر قسم کا جو اطمینان میسر ہے اور جو گذر اوقات ہے متوسط طبقہ سے بھی اچھی ہے۔ طالب علمی میں دونوں وقت گوشت اور گندم کی روٹی ملتی ہے۔ سردیوں میں بھی متوسط طبقہ عموماً ملکی کھاتا ہے اور گذر اوقات کرتا ہے اور آپ آرام سے سب سہولتیں پا رہے ہیں۔ یہ حضور اقدسؐ کی اسی دعا اور ان احادیث کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو تر و تازہ رکھتا ہے۔ آپ کے بڑوں نے قربانی کی کہ اپنے جگر گوشوں کو اپنے کام کاج اور خدمت سے جدا کرکے یہاں بھیج دیا۔ کہ قال اللہ و قال الرسول سیکھ کر

ن کی خدمت اور علوم کی اشاعت کریں۔ تو ایک شخص بھی ہماری سعی و کوشش سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سیکھ لے اتنا بڑا اجر ہے۔ تو آپ کو تو وہ حدیث یاد ہوگی کہ سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کچھ عرصہ چھپے رہے پھر ایک دفعہ خفیہ طائف سے مدینہ پہنچے۔ مدینہ میں کسی نے پہچان لیا۔ صحابہؓ نے دیکھ کر کہا، ارے یہ تو وحشی ہے باپ کا خون جوش کرنے لگا۔ اور ہر ایک کے بغل میں تلوار تھی۔ کہ صحابہؓ مجاہد تھے۔ اب وحشی اچانک مسجد نبوی پہنچے۔ تو صحابہؓ ادب کے مارے کچھ نہ کہہ سکے۔ اور حضورؐ کے اشارہ کے منتظر ہیں کہ ابھی اشارہ ہوگا تو اسے قتل کردیں گے

حضورؐ نے فرمایا، یہ وحشی ہے اور اسلام لانے آیا ہے۔ اسے آنے دو۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ اگر ساری دنیا کافروں سے بھر جائے اور تم ان سب کو قتل کردو تو بے شک بڑا اجر و ثواب ہے۔ اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ غازیوں کا بڑا مقام ہے اور جہاد کا تو اتنا مقام ہے کہ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ مجاہد کے کون برابر ہو سکتا ہے۔ فرمایا کوئی ں۔ صرف وہ شخص جو صائم الدھر ہو اور قائم اللیل ہو۔ ہمیشہ ساری رات عبادت میں گزارے گویا چوبیس گھنٹوں ایک سیکنڈ بھی خالی نہ ہو۔ یا ہمیشہ روزہ رکھے۔ مگر پھر بھی وہ کیسے صائم الدھر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ پھر ایام ہیں۔ (سال کے پانچ روز) تو روزہ نہیں رکھ سکے گا۔ تو صائم الدھر کیسے بن سکے گا؟ یا کوئی رات بھر عبادت میں غول ہو۔ مگر بول و براز، کھانا پینا، حوائج ضروریہ تو پھر بھی اسے پورا کرنا ہوں گے۔ تو ہر لمحہ کیسے قائم اللیل رہ سکتا ہے

مگر بالفرض والتقدیر ایسا کوئی پیدا بھی ہوا تو تب اس مجاہد کے برابر ہو سکے گا۔

آپ نے تو بھی پڑھا کہ اعمال تولے جائیں گے۔ جہاد کی ایک دوسری خصوصیت بھی بڑی عجیب ہے کہ مجاہد کا وڑا اگر بھاگتا دوڑتا ہے اور مالک پیچھے پیچھے بھاگتا جا رہا ہے گھوڑا پیاسا تھا۔ راستہ میں پانی پی لیا کسی کا گھاس یس کھا لیا۔ کھیت میں منہ ڈال دیا۔ اپنا ہو یا پرایا کہ وہ تو غیر مکلف تھا حیوان تھا اس میں مالک کے عمل کو کوئی ہیں کہ وہ بے اختیار بھاگتا جا رہا ہے۔ اور پانی بھی پیتا ہے۔ گھاس بھی چرتا ہے۔ تو قیامت کے دن اس کی یہ بھاگ اور پیا ہوا پانی اور چرا ہوا گھاس بھی میزانِ اعمال میں تولا جائے گا۔ گو مالک کا اس عمل میں کوئی دخل نہ تھا۔ تو گویا ہد کے صرف اعمال نہیں بلکہ جواہر بھی تولے جائیں گے۔

تو اب جب وحشی اسلام لانے آیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ ساری روئے زمین بھی کافروں سے بھر جائے اور کسی نے سب کو قتل کر دیا تو بلاشبہ بڑا ثواب ہے۔ مگر اس کے بجائے کسی ایک کو بھی اسلام سکھلایا تو اس شخص کا درجہ پہلے والے سے بھی بلند ہے۔ تو اشاعتِ دین اور علوم کی خدمت کرنے والوں اور بقائے دین کی سعی و جد و جہد نے والوں کی کتنی بڑی سعادت ہے۔ تو یہ اسی پرفتن دور میں اساتذہ و طلبہ و علوم دینیہ کو جو مقام حاصل ہے کسی کو ں۔ قرآن کریم کے الفاظ کے لئے اللہ نے حفاظ لگائے۔ اور آج آپ نے حفاظ کی دستار بندی کی تو یہ حفظ، قرآن کا ایک زہ ہے۔ کہ فارغ ہونے والوں میں ایک نوجوان نے صرف ۰۰ دن میں حفظ کیا۔

قرآن کے لب ولہجہ کی حفاظت اللہ نے قراء سے فرمائی۔ اعراب اور بنا کا تعلق علم نحو سے ہے۔ صیغے اور مادے کا تعلق صرف سے ہے۔ اسی طرح معانی مضامین اور مفاہیم کے لئے اللہ نے مستقل ایک جماعت تیار کی فقہائے کرام کی۔ یہ ہدایہ وغیرہ سب قرآن سے وابستہ ہیں۔ اسی طرح منطق اور فلسفہ کا بھی حال ہے۔ یہ صغریٰ وکبریٰ اور نتیجہ سب قرآنی استدلال میں مسلمہ ہیں۔ ابن سینا نے قل ہو اللہ احد کی تفسیر میں رسالہ لکھا عرصہ ہوا کہ نظر سے گذرا تھا۔ اس کے تمام مباحث و دلائل صغریٰ وکبریٰ پہ مرتب تھے۔ اب جب کہ فلاسفہ قدیم کے ہفوات اور بکواسات کا ازالہ اگر میبذی وصدرا سے کرنا مطلوب ہو اور شرح عقائد اور علم کلام کی کتابیں اسی مقصد سے پڑھی جائیں تو پھر یہ سارے لوگ حضور اقدس ﷺ کی اس دعا کے دائرہ سے باہر نہیں رہ سکتے کہ نضر اللہ امرأ الخ جو منطق اور فلسفہ بھی مخالفین شرع کی رد مطلوب ہو اور اسی مقصد سے شکل اول، شکل ثانی، شکل ثالث اور شکل رابع کا قرآن وحدیث کے دلائل پہ انطباق کرے۔ تو اس کا تعلق بھی علم دین سے ہوا۔ پھر حدیث اور قرآن کے طلبہ مشکوٰۃ اور بخاری پڑھنے والے تو بڑے فائق ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر دعائے نبوی نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فوعاها ثم اداها کما سمع او کما قال کے مصداق ہیں۔

اب یہ تمہارے فرائض میں ہے کہ اس حدیث کو یاد کرلیں، اور حفظ ایک تو صدری ہوتا ہے اور ایک کتابی۔ دونوں وعاها میں داخل ہیں۔ حفاظ کی طرح بخاری شریف یاد کر لو تو یہ صدری ہے اور نہ کیا، تو لکھ دیتے۔ قلم سے لکھتے پھر اس پہ نظر ثانی کرتے تصحیح کرتے پھر اسے صندوق میں تالا لگا کر اس کی حفاظت کرتے۔ گھر کے بچوں پر بھی اعتماد نہ تھا۔ کہ کہیں کوئی اس میں کمی بیشی نہ کر بیٹھے۔ سفر میں بھی مسودوں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے۔ اور نظر میں رکھتے تو یہ بھی وعاہ ہے۔ حفظ صدر سے ہو یا کتابت اور کتاب سے ہو یہ حضورؐ کا مطلوب ہے اب آگے ہے واداها کما سمعها کہ جب اب دنیا میں پھیلو گے تو جیسا حفظ کیا بلا کم وکاست اسے دنیا میں پھیلاؤ گے اور حدیث میں ہے فرب مبلغ اوعیٰ من سامع بسا اوقات جن تک بات پہنچتی ہے وہ براہ راست سننے والوں سے زیادہ حفاظت کرنے والا ثابت ہو سکتا ہے۔ اسلاف نے احادیث پڑھ لئے۔ ان تک سننے والوں نے پہنچا دیں تو انہوں نے اس سے سینکڑوں احکام اصول اور فروع مستنبط کئے۔ یہ فقہ اور اصول فقہ کی تمام کتابیں اور ذخیرے یہی استنباطات ہیں جو فرب مبلغ الخ کے مصداق ہیں۔ تابعین تبع تابعین ائمہ کرام اور فقہائے عظام نے اس کا استنباط کیا تو کیسی کیسی فطانت اور ذہانت اللہ نے انہیں دی تھی۔ کہ حدیث پڑھ لی اور سینکڑوں مسائل اس سے مستنبط کئے۔ تو بہرحال ہم طالبین حدیث کی ترو تازگی اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

مگر یہ بھی ہے ان شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم فان عذابی لشدید (الآیۃ)

یہاں بھی شان رحمت کا ظہور ہے کہ لا عذبنکم نہیں کہا اور وہاں لازیدنکم کہا۔ لام تاکید، نون تاکید کے ساتھ مؤکد وعدہ ہے۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا اور اگر ناشکری کی تو پھر جیسے کہ بچے کو ڈراتے ہیں کہ یہ ڈنڈا ہے اور یہ

نہیں کہتے کہ اس سے ماریں گے۔ تو یہاں یہ نہ کہا کہ لاعذبنکم کہ میں عذاب دے دوں گا۔ بلکہ انّ عذابی لشدید فرمایا کہ دیکھئے میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ تو یہ اللہ کی مرضی ہے کہ عذاب دینا بھی ہے یا نہیں گویا گنجائش رکھدی کہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ تو جتنا بھی ہو سکے قرآن و حدیث کی اشاعت کرتے رہو۔

اسے بدقسمتی کہئے کہ آج کل دورہ حدیث پڑھا نہیں اور فنون کی عالی کتابوں کے پڑھانے میں لگ جاتے ہیں اور مدرسین ابتدائی کتابوں پر تو راضی ہی نہیں ہوتے۔ حضورؐ تو فرماتے تھے وما اسئلکم علیہ من اجر تنخواہ نہیں لوں گا اور فرمایا

وما انا من المتکلفین اسی طرح میں متکلفین میں سے بھی نہیں ہوں۔ کہ ابھی مجھ پر کوئی مسئلہ واضح ہوا نہیں اور وحی آئی نہیں۔ مگر میں خود کو بھی اور تم کو بھی تکلیف میں ڈال دوں۔ براۃ عائشہؓ کی دس آیتیں کافی دنوں بعد آئیں۔ ذوالقرنین کے بارے میں جواب کچھ دنوں بعد آیا۔ تو اس وقت تک آپ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ تو یہ ہے وما انا من المتکلفین۔ ہم تو ملاں آں باشد کہ چپ نہ شود کے مصداق ہوتے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ جو نہ آئے تو کہدو کہ صبر کرو۔ مطالعہ کر لوں، سمجھ لوں۔ پھر تمہاری بھی تشفی کروں گا۔

دیوبند میں ہم اپنے ایک استاد سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگتے تو وہ کتاب بغل میں اٹھا کر حضرت مدنی حضرت شیخ الادب کے پاس جا کر پوچھ لیتے، واپس آکر کہتے کہ ابھی مولانا سے پوچھ کر آیا ہوں۔ آج تو حرف بھی نہ آئے مگر کہنا ہے کہ میں ارسطوئے زماں ہوں۔ نہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ وما انا من المتکلفین۔

تو استاد اس پر خوش نہ ہو کہ بڑی کتاب پڑھاؤں۔ بعض اوقات ایک کتاب بڑی کامیاب ہوتی ہے مگر اسے چھوڑ کر حسامی اور عبدالغفور کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ نئی کتاب، مانگ لی وہ تو پڑھی تھی نہیں۔ تو حاصل شدہ عزت اور شہرت گنوا بیٹھتا ہے۔ اسے تکلف کہتے ہیں تو ہمارا ایک مرض ہے کہ ہم بڑی کتابوں کے پڑھانے کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ دیوبند میں ہمارے استاد تھے حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب، وفات سے کچھ پہلے میں خدمت میں حاضر تھا۔ ان کا ایک بیٹا تھا جو دیوبند میں مدرس تھا۔ تو مولانا نے وصیت فرمائی کہ تقسیم اسباق کے وقت اسے کتاب میں ترقی نہ دی جائے۔ اور دوسری یہ کہ ایک کتاب کم از کم تین دفعہ پڑھائے۔ تب آگے ترقی دیں۔ یہ مطالبہ کرتا رہے گا آپ اس کی بات پر نہ جائیں تو پھر ایک تھوڑے عرصہ میں علامہ بن جانا چاہتا ہے مگر آپ اپنے اوپر کبھی بھی عالم کا گمان نہ کریں۔ امام مالکؒ نے ۴۰ سوالات میں ۳۶ پہ لا ادری کہا، یہ نہ تھا کہ جواب دے نہیں سکتے تھے مجتہد تھے ذرا سی توجہ فرما لیتے، مگر مقصد یہ تھا کہ اب جب جواب حاضر نہیں تو بغیر سوچے سمجھے جواب نہیں دے سکتا۔ آج ہم ایسا کہہ سکیں گے؟ اللہ اکبر، ہرگز نہیں۔

اور آپ کو یہ جو سہولت طالب علمی کی تھی اب جا کر بکھیڑوں میں پڑ کر سب کچھ بھول جاؤ گے۔ اور بعض خوش قسمت ہیں تو یہ ترو تازگی نضر اللہ امرأ" کا ظہور ہے۔ کہ یہ دارالعلوم اس بنجر علاقہ خٹک میں وادی غیر ذی زرع کا مصداق ہے۔

پھر مجھ جیسا بوڑھا لولہا لنگڑا اس کی کیا خدمت کرسکے گا؟ مگر یہ کون کرتا ہے؟ یہ اللہ کرتا ہے۔ یہ ہمارا دین پر احسان نہیں بلکہ دین کا ہمارے اوپر احسان ہے ہم اس کی وجہ سے محفوظ ہیں اور یہ سب حدیث اور قرآن کی برکت دنیا میں ظاہر ہو رہی ہے۔ تو خدا ایمان سلامت رکھے تو وہاں بھی محدث کے لئے تر و تازگی ہوگی۔ امام بخاری دفن ہوئے، خرتنگ شہر میں، تو چھ ماہ تک قبر سے خوشبو آتی رہی لوگ دیوانہ وار آکر قبر سے مٹی لے جاتے گڑھا بن جاتا۔ بزرگوں کی دعا سے یہ کرامت ختم ہوئی۔

جمال ہمنشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

تو یہ تر و تازگی کی دعا مطلق ہے۔ دنیا میں، آخرت میں، قبر میں، ہر ہر جگہ کے لئے بشارت اس دعا میں موجود ہے۔

اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ جو یہ سب حضرات آج یہاں جمع ہیں ان کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا کہ جہاں کوئی جماعت اللہ کی یاد اور قرآن پڑھنے پڑھانے کے لئے جمع ہوتی ہے تو ملائکہ اس کا گھیرا ڈال لیتے ہیں تو عرش تک قطار در قطار پرے لگ جاتے ہیں حفتهم الملائکة (الحدیث) یہ بارش جب باہر برسے تو باہر کیوں جاتے ہیں؟ کہ بارش کے قطرے ہم پر بھی پڑ جائیں۔

اسی طرح ان حاضرین مجلس پر جو رحمت برستی ہے فرشتے ان کا مورد بننے کے لئے اسے گھیر لیتے ہیں ایسی مجلس میں حاضری ایک بڑی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس نعمت علم کا حق شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔ وہ کم از کم یہ ہے کہ فرائض واجبات سنن اور نوافل ترک نہ کریں۔ ہر دکاندار سائن بورڈ لگاتا ہے تو یہ داڑھی بھی ایک سائن بورڈ ہے کہ یہ مسلمان ہے عالم ہے اور سنت پر عمل پیرا ہے تو ہم سکول ماسٹر بن کر سب سے پہلے اس پر ہاتھ صاف کر لیتے ہیں اور وہاں جاکر نتیجہ تابع اخص ارزل کے ہوتا ہے۔ تو وہاں اسی رنگ میں رنگ جاتے ہیں۔ جنید بغدادیؒ یا حضرت شبلیؒ مرض وفات میں نزع کا عالم ہے۔ وضو کرایا گیا تو خلال بھول گئے تو اصرار کیا کہ دوبارہ کرا دیجئے لوگوں نے کہا کہ یہ مستحب ہے اور آپ کی انگلیاں بھی منفک ہیں دوبارہ وضو میں بڑی تکلیف ہوگی۔ تو فرمایا جن درجات تک میں پہنچا ہوں تو یہ برکت اسی اتباع سنت کی ہے اب اللہ کی بارگاہ میں حضوری کے وقت اس مستحب کو چھوڑ دوں تو اللہ کو کیا جواب دوں گا۔ اللہ پوچھے گا اسے جنید یہ مستحب کیوں ترک کر دی؟ تو علماء عابدین صالحین مستحب بھی ترک کرنے کے روادار نہیں ہوتے اور کچھ لوگ ایسے بدقسمت بھی ہیں کہ فارغ ہو کر اہل فتن ہو جاتے ہیں اللہ اس سے محفوظ رکھے۔ اللہ نے ہم پر جو یہ فضل و کرم فرمایا ہم اس کے نہایت شکر گذار اور ممنون ہیں۔

آگے اجازت حدیث دیتے ہوئے اپنے اکابر کی سند بیان کی اور فرمایا

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ وہ عالم پاک تھا اکابر کا، ہم ان کے خاک پا بھی نہیں ہیں تو میں ان اکابر کی دی ہوئی اجازت آپ کو بھی دیتا ہوں بشرطیکہ یہ ہے کہ خوب مطالعہ کریں متکلف نہ بنیں اور جو آتا ہے وہ پڑھائیں ــــ اختتام پر طویل دعا ہوئی ۔